قسط ہفتم:-

واقعاتِ سیرتِ نبویؐ میں توقیتی تضاد اور اُس کا حل

از

جناب مولوی اسحٰق النبی صاحب علوی، رام پور

سنہ ۳ھ

واقعات	مکی	جولین	مدنی	واقعات
	محرم	۲۱ ستمبر سنہ ۶۲۴ء جمعہ	ربیع ۲	
	صفر	۲۰ اکتوبر شنبہ	جمادی ۱	
۱- سریہ زید بن حارثہ، قردہ بدر سے ۶ ماہ بعد بروایت ابن اسحٰق ۲- نکاحِ حضرتِ ام کلثوم۔	ربیع ۱	۱۹ نومبر دوشنبہ	جمادی ۲	۱- سریہ زید بن حارثہ قردہ بروایت واقدی و ابن سعد ۲- نکاح حضرت ام کلثوم
غزوۂ بحران	ربیع ۲	۱۸ دسمبر سہ شنبہ	رجب	
	جمادی ۱	۱۷ جنوری سنہ ۶۲۵ء پنجشنبہ	شعبان	
	جمادی ۲	۱۵ فروری جمعہ	رمضان	
	رجب	۱۷ مارچ یک شنبہ	شوال	
	شعبان	۱۵ اپریل دوشنبہ	ذیقعدہ	
	رمضان	۱۵ مئی چہار شنبہ	ذوالحجہ	

۲- غزوۂ احد ۱۱ر شوال ۳ھ شنبہ ۳- غزوۂ حمراء الاسد ۴- وفد عضل وقارہ	شوال	۱۳ر جون پنجشنبہ	محرم ۴ھ	۱- سریہ عبداللہ بن انیس ۲- غزوۂ احد ۳- وحمراء الاسد- (بروایت عبدالحمید بن جعفر)
۱- حادثۂ رجیع بروایت ابن اسحٰق وغیرہ	ذیقعدہ	۱۳ر جولائی شنبہ	صفر	۱- حادثۂ رجیع بروایت واقدی و ابن سعد وغیرہ-
	ذوالحجہ	۱۱ر اگست یکشنبہ	ربیع الاول	

۳ھ،۴

اس سنہ کے مندرجہ ذیل سات واقعات پر بحث کی گئی ہے، جن میں سے غزوۂ احد اور حمراء الاسد کی پوری بحث یہاں پیش کی جا رہی ہے باقی واقعات کا اختصار یہ ہے:

۱- سریۂ زید بن حارثہ: اس مہم کے متعلق ابن اسحٰق کی تشریح یہ ہے کہ یہ واقعہ غزوۂ بدر سے چھ ماہ بعد کا ہے (یعنی ربیع الاول ۳ھ کا) بخلاف اس کے واقدی اور ابن سعد نے اس کو جمادی الاخریٰ کا واقعہ قرار دیا ہے، اس واقعے کی تاریخوں پر بھی ۲ دو تقویمی کار فرمائی محسوس ہوتی ہے، چنانچہ جدولِ تقویم میں ربیع الاول ۳ھ مکی، جمادی الاخریٰ مدنی کے مطابق ہے، روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ موسمِ سرما (شتا) کا تھا- جدول سے اندازہ ہوتا ہے کہ ربیع الاول ۳ھ نومبر دسمبر ۶۲۴ء سے مطابق تھا-

۲- نکاحِ حضرت اُمِ کلثومؓ: اس واقعے کے متعلق واقدی کی روایت یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ سے ان کا نکاح ربیع الاول ۳ھ میں ہوا تھا، مگر رخصتی جمادی الاخریٰ میں ہوئی، جس کی بظاہر کوئی معقول وجہ نہیں معلوم ہوتی، گمان غالب یہ ہے کہ واقدی کو اس نکاح کی دو مختلف روایتیں پہنچی تھیں ایک ربیع کی دوسری جمادی کی، ان دونوں میں تطبیق کی خاطر انھوں نے نکاح اور رخصتی دونوں رسموں کو علیحدہ علیحدہ مہینے میں قرار دیا-

۳- غزوۂ بحران: اس غزوے کی تاریخ ربیع الاخریٰ اور جمادی ۳ھ بیان کی جاتی ہے- جو غالباً مکی تاریخ ہے، کتاب میں اس کے مکی ہونے کے وجوہ بیان کیے گئے ہیں-

۴- سریۂ عبداللہ بن انیس: واقدی نے اس کی تاریخ محرم ۴ھ بیان کی ہے یعنی غزوۂ احد

سے تقریباً ڈھائی ماہ بعد کی، لیکن دو[2] تقویمی نقطۂ نظر سے یہ سریۂ غزوۂ احد سے چند روز پہلے کا معلوم ہوتا ہے، اور اندازہ ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے عبداللہ بن انیس کو اس لئے متعین کیا تھا کہ قریش کو سفیان بن خالد کی فوجی اعانت حاصل نہ ہوسکے جو وہ اس لڑائی کے لئے لینا چاہتے تھے، روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرتؐ کو اطلاع ملی تھی کہ سفیان، مسلمانوں کے خلاف فوج اکٹھا کر رہا ہے، ظاہر ہے کہ یہ فوج قریش کی اعانت کے لئے جمع کی جارہی ہوگی، ورنہ تنہا بنو ہذیل مدینے پر حملے کی جرأت نہ کرسکتے تھے، اس سریہ کی تاریخ خود عبداللہؓ نے دوشنبہ ۵ محرم بیان کی ہے جو از روئے حساب صحیح ثابت ہوتی ہے۔

۵، ۶ - غزوۂ احد اور حمراء الاسد: اس پر پوری بحث صہ ۲۶۵ پر ملاحظہ ہو۔

۷ - حادثۂ رجیع: ابن اسحٰق کے بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ غزوۂ احد سے کچھ بعد آخر شوال ۳ھ میں عضل وقارہ کا وفد مدینے آیا تھا، جس کی درخواست پر آنحضرتؐ نے کچھ آدمی اس کے ساتھ روانہ کردیئے تھے جو کم سے کم ذیقعدہ ۳ھ میں روانہ ہوئے ہوں گے، واقدی نے اس کی تاریخ صفر ۴ھ بیان کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس واقعے کی توقیت پر دو[2] تقویمی اثرات موجود ہیں، ذیقعدہ ۳ھ مکی، صفر ۴ھ سے مطابق ہے۔ (تفصیلات کے لئے دیکھیے برہان اگست ۶۲ء)

معرکۂ اُحد اور غزوۂ حمراء الاسد

شوال (مکی) ۳ھ = محرم (مدنی) ۴ھ

اوپر گذر چکا ہے، کہ ہجرت کے بعد مسلمانوں نے قریش مکہ کی جو تجارتی ناکہ بندی کی تھی، وہ اس قدر کامیاب تھی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اہل مکہ کو شام اور دوسری شمالی بندرگاہوں کی تجارت سے ہاتھ دھونا پڑے تھے، عراق سے بھی تجارت خطرے میں پڑ چکی تھی، اور ایک چاندی سے لدا ہوا قافلہ زید بن حارثہ کے لشکر کا ہدف بن چکا تھا،

اس تجارتی یا بالفاظِ دیگر اقتصادی ناکہ بندی کا اثر اہل مکہ پر تباہ کن ہونا چاہیے، جس سے چھٹکارے کے لئے بجز اس کے کوئی چارہ نہ تھا، کہ یا تو وہ اسلامی تحریک کے سامنے ہتھیار ڈال دیں، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر مسلمانوں کے مرکز پر ایسی ضرب لگائیں، جس سے اس فولادی ناکہ بندی کا جال ٹوٹ جائے — چنانچہ

ہم دیکھتے ہیں کہ زید بن حارثہ کے ہاتھوں لٹنے کے چند ہی ماہ بعد قریش نے ایک مضبوط فوج فراہم کرلی، جس نے شوال ۳ھ میں مدینے کا محاصرہ کرلیا۔

ارباب سیر کہتے ہیں کہ اس ناکہ بندی کو توڑنے کے لئے قریش نے غزوہ بدر کے بعد ہی سے تیاریاں شروع کردی تھیں۔[1] یہ بات کچھ بعید از قیاس نہیں، اس لئے کہ مسلمانوں کے پیہم دباؤ نے اُن کی شمالی تجارت کو بالکل مفلوج کر رکھا تھا، لیکن اس کا فوری سبب واقعۂ قردہ کے غم و غصے کو ہونا چاہئے۔ جس میں تقریباً ایک لاکھ کی چاندی لٹ چکی تھی۔

بہرحال شوال ۳ھ میں قریش کی فوجیں جس میں مکہ کے قرب و جوار کے قبائل اور خاص طور پر "احابیش" شامل تھے،[2] مکے سے نکلیں، تو اس شان و شوکت سے کہ ان کے ہمراہ لات و عزیٰ کی مورتیاں تھیں۔[3] جن کے جلو میں سوار اور پیادے دستے کوچ کررہے تھے،

معرکۂ اُحد سے چند روز پہلے پیغمبر اسلامؐ کے چچا عباس بن عبدالمطلب نے ایک خفیہ تحریر کے ذریعہ اس لشکر کشی کی اطلاع آنحضرتؐ کے پاس بھیج دی تھی۔[4] جو غالباً شروع شوال ۳ھ کو مدینے پہنچ گئی تھی[5] چہار شنبے کے روز (غالباً ۷ یا ۸ تاریخ کو) قریش کی فوجیں "وادیٔ عقیق" میں ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچ چکی تھیں، جس کا فاصلہ مدینے سے صرف ۵ میل ہے، مدینے کے جنوب میں چونکہ لاوے کی کثرت ہے، اس لئے قریش نے اُحد کی پہاڑی کے دامن کو میدانِ کارزار تجویز کیا، اور ان کا لشکر چکر کاٹ کر[6] شمال میں پہنچا اور وہیں خیمہ زن ہوگیا۔

ہفتے کے دن[7] صبح سے لڑائی شروع ہوئی، اور شاید دوپہر تک ختم ہوگئی، جس میں مسلمانوں کا شدید نقصان ہوا۔ اور بہت سے نامور شہید کردیئے گئے، ایک حبشی غلام نے پیغمبرِ اسلامؐ کے چچا حضرت حمزہؓ پر ایسا

---

[1] ابن سعد ۲/۲۵، نیز دیکھئے واقدی/۱۹۸، ۱۹۹، [2] طبری ۳/۱۰، البدایہ ۴/۱۰، [3] ایک راوی نے کارزار اُحد کا نقشہ کھینچتے ہوئے بیان کیا ہے کہ...... "واقبل ابوسفیان بحمل اللات والعزیٰ" (طبری ۳/۱۴) جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ لات و عزیٰ کی مورتیاں قریش اپنے ساتھ لے گئے تھے، نیز دیکھئے البدایہ ۴/۱۰۔

[4] واقدی/۲۰۲ - ابن سعد ۲/۲۵ - ابن سید الناس ۲/۳ - [5] طبری ۳/۱۴، [6] طبری ۳/۱۱ - MUIR - LIFE 253 [7] طبری ۳/۱۱۔

وار کیا، کہ اسلام کی یہ شمشیر بھی ٹوٹ گئی، خود رسول اللہ ؐ کے چوٹیں آئیں، چہرۂ مبارک پر زخم آیا، اور آپ گر پڑے،[1] اس پر یہ افواہ پھیل گئی، کہ ابن قمیہ کے ہاتھوں آپ ؐ شہید ہو گئے،[2] اور لڑائی کا گویا خاتمہ ہو گیا۔

قریش نے کشتگانِ بدر کا جی بھر کے بدلہ لیا، اور شہداء کی لاشوں کا مُثلہ کر ڈالا۔[3] معلوم ہوتا ہے کہ فتح مندی کے نشے میں سرشار سردارانِ قریش اسی تادیب کو کافی سمجھتے تھے، اور ان کی فوجیں واپس ہونے لگیں، قریش کے لشکر کا بڑا حصہ غالباً واپس ہو چکا تھا، کہ سالارِ قریش کو آنحضرت ؐ کے صحیح و سلامت ہونے کی اطلاع ملی، جس پر سالِ آئندہ پھر ایک بار قسمت آزمائی کا چیلنج دے کر یہ آخری دستہ بھی واپس ہو گیا۔[4]

غزوۂ حمراء الاسد دوسرے دن یکشنبے کے روز علی الصباح ایک مزنی شخص یہ خبر لایا، کہ مقام ملل پر قریش کا لشکر رک گیا ہے، اور ابو سفیان کی خواہش ہے، کہ اس ادھوری کامرانی کو مکمل فتح میں تبدیل کر دیا جائے۔[5]

واقدی نے اس واقعے کی پوری تفصیل بیان کی ہے، اور عبد الحمید بن جعفر کی یہ روایت من وعن درج کی ہے کہ:۔

"جب محرم کے مہینے میں یکشنبے کی رات آئی، تو عمرو بن عوف المزنی، رسول اللہ ؐ کے دروازے پر حاضر ہوئے بلال ؓ اذان دے کر دروازے پر بیٹھے، آنحضرت ؐ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے، جب آپ ؐ باہر تشریف لائے تو مزنی آنحضرت ؐ کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور بولے یا رسول اللہ ؐ میں اپنے گھر سے واپس آرہا تھا، جب میں "ملل" پہنچا، تو قریش وہاں خیمہ زن تھے، میں نے سوچا کہ میں ان میں جا ملوں، اور ان کی باتیں سنوں، تو میں ان کے پاس پہنچا، اور میں نے ابو سفیان اور ان کے دوستوں کی بات چیت سُنی، وہ کہتے تھے، کہ ہم نے کچھ نہ کیا، اور تم نے دشمن کی شوکت و قوت توڑ دی ہے، 'تو چلو' واپس چل کر بقیہ کا بھی قلع قمع کر دیں، اور صفوان بن اُمیہ انکار کر رہا تھا۔ اس پر آنحضرت ؐ نے ابو بکر و عمر کو طلب کیا، اور ان سے وہ باتیں بیان کیں جو مزنی نے کہی تھیں، اُن دونوں نے کہا، کہ دشمن کے تعاقب میں چلیئے، ورنہ ڈر ہے کہ وہ ہمارے اہل و عیال پر آ پڑیں گے۔

نماز کے بعد آپ ؐ نے سلام پھیرا۔ تو لوگ اکٹھا ہو گئے، آپ ؐ نے بلال کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں دشمن

---

[1] ابن ہشام ۳/۷۳ - [2] ابن ہشام ۳/۹۹ - [3] ابن ہشام ۳/۹۸ - ۱۰۱ - طبری ۳/۲۲، ۲۵ -

[4] ابن ہشام ۳/۱۰۰ - طبری ۳/۲۴ - [5] واقدی/۳۱۷ -

کے تعاقب کے لئے جانے کا اعلان کر دیں "

بیان کیا جاتا ہے کہ جب اتوار کے دن آپؐ نے مدینے میں صبح کی تو دشمنوں کے تعاقب کا حکم دیا۔

اس پر مسلمان باوجود زخموں کے نکل پڑے[1]"

مؤرخین کہتے ہیں، کہ آنحضرتؐ اس خبر کو پاکر قریش کے تعاقب میں مقام حمراء الاسد تک تشریف لے گئے، جہاں تین روز قیام فرمایا، یہی وجہ ہے کہ اس واقعہ کو غزوۂ حمراء الاسد[2] کا نام دیا گیا ہے۔

واقدی کی اس روایت سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے راوی اوّل کے ذہن میں معرکۂ اُحد اور غزوۂ حمراء الاسد کی تاریخ وقوع محرم کا مہینہ تھا، جیسا کہ "لما کان فی المحرم" کے الفاظ سے ظاہر ہے، حالانکہ بلا استثناء تمام علماءِ اسلام کا اتفاق ہے کہ یہ دونوں غزوے شوال سنہ ۳ کے واقعات ہیں، چنانچہ خود واقدی نے بھی اس کو شوال ہی کے ذیل میں بیان کیا ہے[3]

یہ سوال، کہ غزوۂ اُحد محرم کا واقعہ تھا، یا شوال کا؟ میری دو تقویمی جدول سے حل ہو جاتا ہے۔ سنہ ۳ کی جدولِ تقویم میں مکی شوال مطابق ۱۳ر جون سنہ ۶۲۵ کا متوازی مدنی مہینہ "محرم" ہے، جس سے یہ بات طے ہو جاتی ہے، کہ یہ اختلافِ روایت محض دو تقویمی کارفرمائی کا نتیجہ ہے، نیز یہ کہ شوال کے متعلق جو روایتیں ملتی ہیں، وہ مکی تقویم کے بموجب ریکارڈ کی گئی تھیں، اس خیال کی تصدیق موسمی اشارات سے بھی ہوتی ہے، روایات بتاتی ہیں کہ غزوۂ اُحد اور حمراء الاسد جس موسم میں ہوئے، اس میں تازہ کھجوریں چل چکی تھیں، چنانچہ میور (MUIR) نے بصراحت بیان کیا ہے، کہ غزوۂ حمراء الاسد کے دوران میں پوری مسلمان فوج کو یہی راشن تقسیم کیا گیا تھا۔

"اس مقام پر لشکر نے تین دن قیام کیا، اور تازہ کھجوروں پر بسر کی، ایک با افراط فصل جس کو اُسی وقت چُنا گیا تھا[4]"

---

[1] واقدی/۳۱۸، ۳۱۷، [2] ابن ہشام ۱۰۸/۳، طبری ۲۸/۳، ابن خلدون ۲۷/۲- [3] واقدی/۱۹۷-

[4] AT THIS SPOT THE FOREE SPENT THREE DAYS AND REGALED THEMSELVES WITH "FRESH" DABI A PLENTIFULL LARVEST OF WHICH HAD JUST BEEN GATHERID (MUIR- LIFE 267

غزوۂ حمراء الاسد سے واپسی کے کچھ ہی دن بعد ایک جاں نثار صحابی کی بیوہ نے، جن کے شوہر اسی غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے، آنحضرتؐ کی مع چند احباب کے اپنے باغ میں دعوت کی، تو سایہ دار درختوں کے نیچے چھڑکاؤ کرکے فرش بچھایا گیا، اور کھانے کے بعد تازہ اور نورس کھجوروں (رطب) کا ایک طباق مہمانوں کے سامنے پیش ہوا روایت میں یہ بھی صراحت ہے کہ یہ کھجوریں فصل کے "پہلے" یا اس سے کچھ ہی بعد کے "پھل" تھے۔[1]

حجاز میں عام طور پر رطب کا موسم جون اور جولائی ہے[2]۔ اب اگر اس واقعے کو قمری شوال ۳ سنہ کا قرار دیا جاتا ہے تو مارچ ۶۲۵ سنہ کے مطابق ہوگا۔ اور یہ زمانہ "رطب" کا ہرگز نہیں، حیرت ہے کہ میور (MUIR) نے اُحد کی تاریخ جنوری ۶۲۵ سنہ[3] قرار دی ہے، جس میں تازہ کھجوریں تو درکنار پھول بھی نہیں ہوتا، اور اس پر مستزاد یہ کہ مذکورۂ بالا دونوں روایتیں بڑی تفصیل کے ساتھ نقل بھی کی ہیں[4]۔

اس مرحلے کے بعد ہمیں اس غزوے کی تاریخوں پر نظر ڈالنا چاہئے، ابن کثیر کا بیان ہے:-

"احد کا واقعہ ۳ سنہ میں ہوا، جس کو زہری، قتادہ، موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحاق، اور مالک نے بیان کیا ہے، ابن اسحٰق کا قول نصف شوال کا ہے، قتادہ کا بیان ہے کہ یہ واقعہ ہفتے کے دن ۱۱ر شوال ۳ سنہ کا ہے، مالک کے قول کے بموجب یہ دن کے ابتدائی حصے کا واقعہ ہے"[5]

ان تاریخوں میں قسطلانی نے قتادہ کی تاریخ کو متفق علیہ قرار دیا ہے، اور اگرچہ باقی تاریخیں بھی بیان کی ہیں لیکن سب کی سب قیل کے ساتھ، وہ کہتے ہیں:

"شوال ۳ سنہ میں ہفتے کے دن ۱۱ر شوال پر سب کا اتفاق ہے، اور بعض لوگ کہتے ہیں، ۷ر شوال اور بعض کے نزدیک نصف شوال تھی"[6]

ابن سید الناس نے "عیون الاثر" میں ابن عائذ کی سند سے جو مشہور سیرت نگار ہیں ۱۱ر تاریخ بیان کی ہے۔

"غزوۂ اُحد ابن عائذ کے نزدیک شوال ۳ سنہ میں ہفتے کے دن ۱۱ر تاریخ کو ہوا تھا"[7]

تعجب یہ ہے کہ دیار بکری نے خود ابن اسحٰق سے ایک روایت ۱۱ر شوال کی نقل کی ہے[8] اور اگر یہ تسلیم

[1] واقدی/۳۲۱ [2] [3] MUIR LIFE 252 [4] IBID-267, 273

[5] البدایہ ۹/۴ [6] مواہب ۱/۱۱۶ [7] عیون الاثر ۱/۲ [8] تاریخ الخمیس ۱/۴۱۹

کر لیا جائے کہ اس میں خود دیار بکری کی غلطی یا بھول چوک کو دخل نہیں ہے، تو پتہ چلتا ہے، کہ ابن اسحٰق کے بعض نسخوں میں یہ تاریخ بھی موجود تھی، جواب نہیں ملتی۔

بخلاف اس کے واقدی نے اس کی تاریخ ہفتہ، ۷ شوال[1] اور ابن اسحٰق نے بروایت مشہور ہفتہ نصف شوال[2] بیان کی ہے جس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے، کہ ہفتے کے دن پر سب کا اتفاق ہے۔ لیکن تاریخوں میں کسی غلط فہمی کے باعث اختلاف ہو گیا ہے، ان میں سب سے قدیم روایت قتادہ کی ہے۔ جو ۱۱ شوال کی ہے، اور غالباً یہی صحیح ہے، کیوں کہ ۳ھ شوال کی پہلی تاریخ کو موجودہ حساب کے مطابق پنجشنبہ تھا، اس اعتبار سے ۱۱ تاریخ کو ہفتہ ہونا چاہئے۔ لیکن جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، حسابی رویت اور واقعی رویت میں ایک دن کا فرق کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

اب رہی واقدی اور ابن اسحٰق کی مشہور تاریخ تو اس کے غلط ہو جانے کے متعلق میرا گمان یہ ہے کہ اس کی بڑی وجہ غالباً غزوۂ حمراء الاسد کا تاریخی اختلاط ہے۔ کیوں کہ ان دونوں واقعات میں صرف ایک دن کا آگا پیچھا ہے، نیز یہ کہ غزوۂ حمراء الاسد ایک ذیلی غزوہ تھا، اس لئے ابتدائی دستاویزوں میں ان دونوں کا تذکرہ ساتھ ساتھ ہوا ہو گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ ان دونوں ائمۂ سیرۃ کی غلط فہمی کا باعث بن گیا ہو۔

غزوۂ حمراء الاسد میں آنحضرتؐ نے ۴ دن صرف کئے تھے، اگر ۱۱ تاریخ میں یہ دن جوڑ دیے جائیں، تو ابن اسحٰق کی ۱۵ تاریخ آجاتی ہے، اور اگر کم کر دیئے جائیں تو واقدی کی ۷ تاریخ بنتی ہے۔

بہر صورت میری رائے میں ابن اسحٰق اور واقدی دونوں کی تاریخیں غلط ہیں، اور ان کو صرف اسی صورت میں صحیح قرار دیا جا سکتا ہے، جب یہ فرض کر لیا جائے، کہ غزوۂ احد ۳ھ شوال کا نہیں بلکہ ۲ھ شوال کا واقعہ ہے۔ لیکن اس مفروضے کو تسلیم کرنے کی بظاہر کوئی وجہ نہیں۔

---

[1] واقدی / ۱۹۸- نیز دیکھئے ابن سعد ۲/ ۲۰-

[2] ابن ہشام ۳/ ۱۶- نیز دیکھئے طبری ۳/ ۱۱-

سنہ ۴ھ

	مکی	جولین	مدنی	
۱- سریہ ابو سلمہ - یکم محرم ۲- غزوہ دومۃ الجندل یکم محرم بروایت ابن حبیب	محرم	۱۰ر ستمبر ۶۲۵ سنہ سہ شنبہ	ربیع ۲	غزوہ دومۃ الجندل بروایت واقدی
۳- حادثہ بیر معونہ	صفر	۹ر اکتوبر چہارشنبہ	جمادی ۱	
۴- غزوۂ بنو نضیر سہ شنبہ ۱۲ر ربیع ۱ بروایت ابن حبیب	ربیع ۱	۸ر نومبر جمعہ	جمادی ۲	
	ربیع ۲	۷ر دسمبر شنبہ	رجب	
	جمادی ۱	۶ر جنوری ۶۲۶ سنہ دوشنبہ	شعبان	
۵- قتل ابو رافع سلام بن ابی الحقیق	جمادی ۲	۴ر فروری سہ شنبہ	رمضان	۵- قتل ابو رافع سلام بن ابی الحقیق
	رجب	۶ر مارچ پنجشنبہ	شوال	
۶- غزوۂ بدر موعد، بروایت ابن اسحٰق پنجشنبہ یکم شعبان - (ابن حبیب)	شعبان	۴ر اپریل جمعہ	ذیقعدہ	۶- غزوۂ بدر موعد بروایت واقدی یکم ذی قعدہ (ابن سعد)
	رمضان	۴ر مئی یکشنبہ	ذوالحجہ	
	شوال	۲ر جون دوشنبہ	محرم ۵ سنہ	
	ذیقعدہ	۲ر جولائی چہارشنبہ	صفر	
	ذوالحجہ	۳۱ر جولائی پنجشنبہ	ربیع ۱	
? غزوۂ دومۃ الجندل یکم محرم	نسی	۳۰ر اگست شنبہ	ربیع ۲	? غزوۂ دومۃ الجندل بروایت واقدی

سنہ ۵ھ

اس سنہ کے مندرجہ ذیل چھ ۶ واقعات کو ہاتھ لگایا گیا ہے:

۱ و ۲۔ سریۂ ابو سلمہ مخزومی اور غزوۂ دومۃ الجندل: اہلِ سیرت بیان کرتے ہیں کہ محرم ۴ھ میں آنحضرتؐ نے ابو سلمہؓ کو ایک قلیل فوج کے ساتھ قبائلِ نجد کی طرف روانہ کیا تھا، اس کی تاریخ یکم محرم ۴ھ بیان کی جاتی ہے، مگر میرا خیال ہے کہ یہ سریہ غزوۂ دومۃ الجندل کا ذیلی سریہ تھا جو ۵ھ کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے، کتاب میں اس کے وجوہ بیان کئے گئے ہیں، اور ظاہر کیا گیا ہے کہ غالباً غزوۂ دومۃ الجندل کا تعلق بھی ۴ھ سے تھا۔

۳۔ حادثۂ بیر معونہ: ابن اسحٰق اور واقدی دونوں متفق ہیں کہ یہ واقعہ صفر ۴ھ کا ہے۔ میری رائے میں یہ صفر ۵ھ تھا، اور حادثۂ رجیع سے تقریباً چار ماہ بعد کا واقعہ ہے جیسا کہ ابن اسحٰق کا خیال ہے۔

۴۔ غزوۂ بنو نضیر: اس واقعہ کی تاریخ ابن حبیب نے سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۴ھ بیان کی ہے، جو مکی تقویم کے حساب سے ٹھیک بیٹھتی ہے، وسٹنفیلڈ کی تقویم کے اعتبار سے یہ تاریخ غلط ہے۔

۵۔ قتلِ ابو رافع: اس کے سلسلہ میں علمائے تاریخ مختلف الرائے ہیں کہ کس سنہ کا واقعہ ہے، بعض اس کو جمادی الاخریٰ ۳ سنہ کا، بعض ۴ھ کا اور بعض رمضان ۶ھ کا واقعہ قرار دیتے ہیں، ان مختلف تاریخوں میں دو تقویمی جدول توازن پیدا کر دیتی ہے، کتاب میں اس پر پوری بحث ہے۔

۶۔ غزوۂ بدرِ موعد: اس پر پوری بحث برہان میں شائع ہو رہی ہے۔

غزوۂ بدرِ موعد

شعبان ۴ھ = ذیقعدہ ۴ھ

اربابِ تاریخ بیان کرتے ہیں کہ جنگِ اُحد میں ابو سفیان نے پیغمبر اسلامؐ کو چیلنج کیا تھا، کہ اگلے سال پھر میدانِ بدر میں قسمت آزمائی ہوگی[1]، جہاں قریش کو ایک سال پہلے شکستِ فاش ہو چکی تھی، آنحضرتؐ کو یہ چیلنج یاد تھا، چنانچہ اس سال کافی لشکر لے کر آپؐ مقررہ ایام میں میدانِ بدر کی طرف بڑھے، قریش بھی

[1] ابن ہشام ۳/۲۲۰۔ ابن سعد ۲/۔ ابن سید الناس ۲/۵۴۔

پورے سازوسامان کے ساتھ نکلے، اور ظہران تک پہنچے ہوں گے، کہ ان کی ہمتوں نے جواب دے دیا۔[1] اور موسم کی ناموافقت کی وجہ سے واپس چلے گئے۔

اس غزوے کو بدرِ موعد کا نام اسی چیلنج کی وجہ سے دیا گیا ہے، ممکن ہے کہ اس مہم کی صرف یہی وجہ ہو۔ مگر میں سمجھتا ہوں، کہ اس میں مدنی تجارت کو فروغ اور قریش کی تجارتی ناکہ بندی کی مصلحت کو بہت بڑا دخل تھا۔

ابن اسحاق نے اس غزوے سے پہلے غزوۂ ذات الرقاع کا ذکر کیا ہے،[2] لیکن واقدی کی ترتیب[3] کے بموجب غزوۂ ذات الرقاع بدرِ موعد سے بعد کا واقعہ ہے، اور یہی خیال درست ہے، ابن اسحٰق نے بدرِ موعد کی تاریخ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"بعد ازاں رسول اللہؐ شعبان کے مہینے میں ابوسفیان کے وعدے کے بموجب نکلے"[4]

ابن حبیب نے زیادہ صراحت کے ساتھ، دن اور تاریخ بھی بیان کی ہے:

"اور پنجشنبے کے دن مستہل شعبان کو نکلے، اور چہارشنبے کے دن ۲۰ر کو واپس تشریف لائے۔"[5]

اس کے مقابلے میں واقدی اور ابن سعد کا بیان بالکل جدا ہے۔ طبقات میں ہے:

"رسول اللہ نے بدرِ موعد کے لئے لشکر کشی فرمائی، اور یہ بدر قتال سے جداگانہ غزوہ ہے، اور یہ ہلال ذیقعدہ (یکم ذیقعدہ) کا واقعہ ہے"[6]

گویا بجز چاند کی پہلی تاریخ کے ابن اسحٰق اور واقدی کے مکاتب میں کوئی مشترک تاریخی تصور نہیں، لیکن حقیقت یہ ہے، کہ اس غزوہ کی بھی دو ابتدائی دستاویزیں الگ الگ محسوس ہوتی ہیں، جن میں سے ایک مکّی تقویم کے بموجب تھی، اور دوسری مدنی کے!

میری ۴ھ سنہ کی جدولِ تقویم میں مکّی شعبان کا متبادل مدنی مہینہ ذیقعدہ ہے، جس سے اس خیال کی

---

[1] ابن ہشام ۳/۲۲۰ - طبری ۳/۲۱ - [2] ابن ہشام ۳/۲۱۳، [3] واقدی/ ابن سعد ۲/۴۲، ۴۳، مسعودی التنبیہ/۲۴۷، ۲۴۸،

[4] ابن ہشام ۳/۲۲۰، نیز دیکھئے طبری ۳/۴۱، ابن سید الناس/۵۳ -

[5] ابن حبیب/۱۱۳ [6] ابن سعد ۲/۴۲ - نیز دیکھئے واقدی/

تصدیق ہوتی ہے، اور نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ دونوں دستاویزیں الگ الگ ریکارڈ کی گئی تھیں، یہاں یہ بات خاص طور پر قابلِ لحاظ ہے کہ دونوں دستاویزوں میں تاریخِ روانگی چاند کی پہلی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں، کہ ایک راوی کے نزدیک یہ واقعہ یکم شعبان کا تھا، تو دوسرے کی نظر میں یکم ذیقعدہ کا،

ابن حبیب نے اس غزوے کی تاریخ روانگی پنجشنبہ مُستہل شعبان اور واپسی کی تاریخ چہار شنبہ ۲۰ر شعبان بیان کی ہے، وسٹنفیلڈ کی ہجری تقویم کے مطابق ہلال ذیقعدہ سنہ ۴ھ کی رویت ٹھیک پنجشنبہ کو ہوئی تھی، جو روایت کے عین مطابق ہے۔

سنہ ۵، ۶ھ

	مکی	جولین	مدنی	
۱- غزوۂ ذات الرقاع ۱۰ر محرم بروایت واقدی	محرم	۲۸ر ستمبر سنہ ۶۲۶ء یکشنبہ	جمادی ۱	۱- غزوۂ ذات الرقاع بروایت ابن اسحٰق ۱۰ر جمادی الاولیٰ بروایت ابن حبیب
	صفر	۲۸ر اکتوبر سہ شنبہ	جمادی ۲	۲- چاند گرہن۔
	ربیع ۱	۲۶ر نومبر چہار شنبہ	رجب	×
	ربیع ۲	۲۶ر دسمبر جمعہ	شعبان	۳- غزوۂ بنو مصطلق، ہفتہ یکم شعبان بروایت ابن حبیب، بروایت مسعودی اور قسطلانی ۲ر شعبان۔
	جمادی ۱	۲۴ر جنوری سنہ ۶۲۷ء شنبہ	رمضان	۴- اہل مقنا کی جعلی دستاویز ؟ تاریخ اور دن غلط
	جمادی ۲	۲۳ر فروری دوشنبہ	شوال	۵- غزوۂ خندق پنجشنبہ ۱۰ر شوال (ابن حبیب)
	رجب	۲۴ر مارچ سہ شنبہ	ذیقعدہ	۶- غزوۂ بنو قریظہ ۲۵ر دن محاصرہ

	شعبان	۲۳ر اپریل پنجشنبہ	ذوالحجہ	۷- بنو قریظہ سے واپسی، دوشنبہ ۴ر ذوالحجہ ابن حبیب
۴- اہلِ مقنا کی جعلی دستاویز تاریخ اور دن غلط ?	رمضان	۲۳ر مئی شنبہ	محرم ۶ھ	
	شوّال	۲۲ر جون دوشنبہ	صفر	
	ذیقعدہ	۲۱ر جولائی سہ شنبہ	ربیع ۱	
	ذوالحجہ	۲۰ر اگست پنجشنبہ	ربیع ۲	

سنہ ۵، ۶

اس سنہ کے مندرجہ ذیل واقعات سے بحث کی گئی ہے:

۱- غزوۂ ذات الرقاع: اس پر پوری بحث برہان میں شائع ہو رہی ہے۔

۲- چاند گرہن سنہ ۵: مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ جمادی الاخریٰ سنہ ۵ میں مدینے کے اندر ایک چاند گرہن دیکھا گیا تھا، از روئے حساب ۹ر نومبر سنہ ۶۲۶ کو ایک چاند گرہن ہوا تھا۔ جو مدنی جمادی الاخریٰ سے مطابق ہوتا ہے۔

۳- غزوۂ بنو مصطلق: اس غزوے کے متعلق علماء میں اختلاف ہے کہ یہ سنہ ۵ کا واقعہ ہے یا سنہ ۶ کا، حضرت عائشہؓ کی ایک روایت سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ غزوۂ خندق سے پہلے کا واقعہ تھا، اس کی تاریخ ہفتہ یکم شعبان (بروایت ابن حبیب) اور بروایت مسعودی ۲ر شعبان بیان کی جاتی ہے۔ ہفتہ ۲ر شعبان سنہ ۵ سے ٹھیک مطابق ہوتا ہے۔

۴- اہلِ مقنا کی جعلی دستاویز: ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنی مشہور کتاب الوثائق السیاسیہ میں اس دستاویز کا تذکرہ کیا ہے، جو بظاہر جعلی ہے، اس دستاویز پر تاریخِ کتابت جمعہ ۳ر رمضان سنہ ۵

تحریر ہے، یہ تاریخ نہ مکی تقویم پر پوری اترتی ہے نہ مدنی پر۔

۵-۶- غزوۂ خندق و بنو قریظہ: ان واقعات کی صحیح تاریخیں محفوظ نہیں اور اندازہ ہوتا ہے کہ ابتدائی دستاویزوں میں ان کی کتابت غیر واضح تھی، کتاب میں ان پر پوری بحث ہے، نیز ملاحظہ فرمائیے برہان ستمبر ۶۴ء۔

غزوۂ ذات الرّقاع

محرم ۵ھ = جمادی الاولیٰ ۵ھ

قتلِ ابورافع سلام بن ابی حقیق کے ذیل میں گذر چکا ہے، کہ بنو نضیر نے مدینے سے نکلنے کے بعد گویا بیڑا اٹھایا تھا کہ اسلامی تحریک کا کُلّیتہً استیصال کر دیا جائے گا، چنانچہ انھیں کی کوششوں کا نتیجہ تھا، کہ اواخر ۴ھ میں خیبر اور مدینے کے قرب و جوار کے قبائل متحد ہونا شروع ہوئے اور قریش جو سیاسی اعتبار سے بسترِ مرگ پر آ چکے تھے، یہودی مسیحائی سے پھر زندہ ہونے لگے، جس کے نتیجے میں ۵ھ کا وہ مشہور معرکہ ہوا، جو غزوۂ خندق کے نام سے مشہور ہے، لیکن اسی ۵ھ میں جنگِ خندق سے چند ماہ پہلے دو غزوے اور ہوئے تھے، یعنی غزوۂ ذات الرقاع اور غزوۂ بنو مصطلق یا مُریسیع، یہ بھی اسی یہودی تحریک کا نتیجہ معلوم ہوتے ہیں۔

غزوۂ ذات الرقاع کے متعلق یہ صراحت ملتی ہے، کہ یہ اقدام بنو غطفان اور بنو غطفان کی دوسری شاخوں یعنی بنو محارب، بنو ثعلبہ اور انمار وغیرہ کے خلاف تھا، جو یہودیانِ بنو نضیر کے بہترین دوست تھے اور خیبر کے بالکل متصل رہتے تھے، خبر آئی تھی کہ یہ قبائل مدینے پر حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں، جس پر پیغمبرِ اسلامؐ نے انھیں منتشر کر دینے کے لئے خود اُن کے مساکن تک کوچ فرمایا، ابن سعد کا بیان ہے، کہ

"سو آنحضرتؐ کے اصحاب نے اطلاع دی کہ بنو انمار اور ثعلبہ اپنے لئے جماعتیں فراہم کر رہے ہیں ...... سو آپؐ نکلے"...... [۱]

ابن اسحٰق نے اسی غزوے کا مہینہ جمادی الاولیٰ ۴ھ بیان کیا ہے، یعنی غزوۂ بنو نضیر سے صرف

---

[۱] ابن سعد ۲/۴۳۔

ڈیڑھ ماہ بعد جیسا کہ عبارت ذیل سے پتہ چلتا ہے:

"بعد ازاں آنحضرتؐ مدینے میں غزوۂ بنونضیر کے بعد جو ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ کے ابتدائی حصے کا واقعہ ہے، مقیم رہے، اس کے بعد نجد پر بنی محارب اور بنی ثعلبہ کے ارادے سے لشکر کشی فرمائی، جو غطفان کی شاخیں ہیں" [1]

ابن حبیب نے اس غزوے کی تاریخ اور دن زیادہ تفصیل سے متعین کیا ہے۔

"اور آنحضرتؐ دوشنبے کے دن ۱۰ ر جمادی الاولیٰ کو نکلے اور اسی مہینے میں چہارشنبے کے دن واپس تشریف لائے" [2]

بخلاف اس کے واقدی اور ابن سعد نے اس کو محرم ۵ھ کا واقعہ قرار دیا ہے، جیسا کہ طبقات میں ہے:

"رسول اللہؐ کی ذات الرقاع پر لشکر کشی محرم میں ہوئی، اور آپؐ ہفتے کی رات میں ۱۰ ر محرم کو نکلے" [3]

مواہب میں اس اختلاف کی صدائے بازگشت ملاحظہ ہو:

"اس امر میں اختلاف ہے، کہ یہ واقعہ کب کا ہے، ابن اسحٰق کے نزدیک غزوۂ بنونضیر کے بعد ۴ھ کے ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ کے کچھ حصے میں ہوا، اور ابن سعد اور ابن حبان کی رائے میں محرم ۵ھ کا واقعہ ہے۔" [4]

اس ابتدائی اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض علماء نے اس کو غزوۂ بنو قریظہ (۵ھ) سے بھی بعد میں جگہ دی:

"اور ابو معشر کا خیال ہے کہ یہ بنو قریظہ کے بعد کا واقعہ ہے" [5]

ظاہر ہے کہ یہ جملہ اختلافات اس دستاویزی اختلاف کا نتیجہ ہیں، جو سیرت کے ابتدائی مدوّنین کو ملی تھیں، چنانچہ ابن سعد اور ابن حبان کی روایت کے بموجب میری مرتبہ جدول میں مکی محرم کو دیکھئے تو اس کا

[1] ابن ہشام ۳/۲۴۲ - نیز دیکھئے ابن سید الناس ۲/۵۲ - [2] ابن حبیب/۱۱۳ - [3] ابن سعد ۲/ غزوۂ ذات الرقاع - نیز دیکھئے مسعودی التنبیہ/۲۴۸ - [4] قسطلانی/۱۳۷ - [5] ایضاً -

متوازی مدنی مہینہ جمادی الاُخریٰ نظر آتا ہے، جو دونوں دستاویزوں کے بالکل مطابق ہے، اور جس کی بنیاد پر ابن اسحٰق کی ترتیبی غلطی زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔

اس سلسلے میں سب سے زیادہ قابلِ لحاظ یہ امر ہے، کہ دونوں دستاویزوں میں یہ واقعہ ۱۰ر تاریخ کا بیان کیا گیا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک راوی کے نزدیک یہ جمادیٰ کی ۱۰ر تاریخ تھی، اور دوسرے کے نزدیک محرم کی!

ابن حبیب نے ۱۰ر جمادیٰ کو دوشنبہ بیان کیا ہے، وسٹنفیلڈ کی تقویم کے بموجب جمادیٰ کی پہلی تاریخ کو یکشنبہ تھا، (مطابق ۲۸ر ستمبر ۶۲۶ء) اس حساب سے دوشنبہ ۹ جمادی کو ہونا چاہئے، لیکن یہ ایک روزہ اختلاف ناقابلِ التفات ہے،

ابن سعد کے موجودہ نسخوں میں محرم کی دسویں تاریخ کو یوم السبت[1] ملتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ غلطی کسی ابتدائی ناقل کی ہے، جس نے نسخہ کی خرابی کے باعث، یا بدخطی کی وجہ سے "اثنین" کے دندانوں کو "س" کے دندانے سمجھ کر سبت پڑھ لیا، ورنہ از روئے حساب ۱۰ر کو ہفتہ کسی طرح ممکن نہیں۔

سنہ ۶ھ

مکی	جولین	مدنی
محرم سنہ ۶	۱۸ر ستمبر ۶۲۷ء جمعہ	جمادی ۱
نسی	۱۸ر اکتوبر یکشنبہ	جمادی ۲
صفر	۱۶ر نومبر دوشنبہ	رجب
ربیع ۱	۱۶ر دسمبر چہارشنبہ	شعبان

[1] ابن سعد ۲/۴۳-

	ربیع ۲	۱۴ر جنوری سنہ ۶۲۸ء پنجشنبہ	رمضان	
۱- قتل خسرو پرویز۔ بروایت واقدی سہ شنبہ ۱۰ر جمادی	جمادی ۱	۱۳ر فروری سنہ ۶۲۸ء شنبہ	شوال	۱- قتل خسرو پرویز ۲۷ر فروری سنہ ۶۲۸ء یورپی تاریخ ۲- سریہ کرز بن جابر فہری الی عرنیین۔ بروایت واقدی۔
۲- سریہ کرز بن جابر فہری بروایت ابن اسحٰق	جمادی ۲	۱۳ر مارچ یکشنبہ	ذیقعدہ	۳- غزوہ حدیبیہ، روانگی دوشنبہ یکم ذیقعدہ بروایت ابن سعد۔
	رجب	۱۲ر اپریل سہ شنبہ	ذوالحجہ	۴- سفارت دحیہ بن خلیفۃ الکلبی اپریل سنہ ۶۲۸ء (یورپی تاریخ)
	شعبان	۱۱ر مئی چہار شنبہ	محرم سنہ ۷ھ	
	رمضان	۱۰ر جون جمعہ	صفر	
	شوال	۹ر جولائی شنبہ	ربیع ۱	
	ذیقعدہ	۸ر اگست دوشنبہ	ربیع ۲	
غزوہ ذی قرد بروایت بخاری	ذوالحجہ	۷ر ستمبر سہ شنبہ	جمادی ۱	غزوہ بنولحیان بروایت ابن اسحٰق غزوہ ذی قرد

نوٹ:- پچھلے دو کبیسہ سالوں میں لوند کے مہینے آخر سال میں بڑھائے گئے تھے، ان سالوں میں شروع میں بڑھائے گئے ہیں، (دیکھئے مقالہ ص)

سنہ ۶، ۷ء

اس سنہ کے مندرجہ ذیل واقعات سے بحث کی گئی ہے:

۱-۲- قتلِ خسرو پرویز اور صلحِ حُدیبیہ: برہان میں پوری بحث ملاحظہ فرمایئے۔

۳- سریۂ کرز بن جابر فہری: اس واقعہ کی توقیت پر بھی دو تقویمی کارفرمائی محسوس ہوتی ہے اس کی ایک تاریخ جمادی الاخریٰ بیان کی جاتی ہے، دوسری شوال سنہ ۶، جدول سنہ ۶، ۷ء سے اندازہ ہوتا ہے کہ شوال سنہ ۶ مدنی کا اختتام جمادی الاخریٰ مکّی کی ابتدا کے مطابق تھا۔

۴- سفارتِ دحیہ بن خلیفۃ الکلبی: اس کی تاریخ یورپی مصنفین کے یہاں بھی محفوظ ہے، جو روایتی تاریخ سے مطابقت کرتی ہے۔

۵- غزوہ بنو لحیان } کتاب میں تفصیلی بحث ہے۔
۶- غزوہ ذی قرد } 〃 〃 〃 〃

صُلحِ حُدیبیہ

جمادی الاولیٰ سنہ ۶ = ذیقعدہ سنہ ۶ھ

ہجرت کے بعد قریش اور اسلام کی جتنی جنگیں ہوئی تھیں، ان میں سنہ ۵ھ تک حملے کی پہل ہمیشہ قریش کے ہاتھ میں رہی، مدینے پر پہلا حملہ جمادی سنہ ۲ مدنی میں کُرز بن جابر نے کیا تھا، اس کے بعد ذوالحجہ سنہ ۲ میں خود ابوسفیان نے مدینے پر لشکر کشی کی، جس کو غزوہ سویق کہتے ہیں، پھر سنہ ۳ میں معرکہ احد ہوا، جس میں بظاہر مسلمانوں کو شکست ہوئی، اس کے بعد سنہ ۴ میں ابوسفیان کے چیلنج کی پیش رفت میں بدر موعد کا غزوہ ہوا۔ سنہ ۵ھ میں قریش کے سب سے بڑے حملے کو خندق کے ذریعہ روکا گیا، جس میں قریش اور ان کے اتحادیوں کی پوری طاقت نے کام کیا تھا، لیکن کامیابی نہ ہونے کی وجہ سے ہمتیں پست ہو کر رہ گئیں، خود اعتمادی اور ساکھ ختم ہو جائے تو پھر کچھ نہیں ہوتا، چنانچہ پیغمبرِ اسلام نے اُسی وقت پیشین گوئی فرمائی تھی، کہ قریش کا یہ آخری حملہ تھا جو ہو چکا۔[۱]

---

[۱] دیار بکری ۱/۴۹۲۔

اب ہر قسم کی پہل مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی، چنانچہ سنہ ۶ کے موسم بہار میں یہ فیصلہ کیا گیا، کہ قبلۂ اسلام یعنی کعبے کی زیارت کی جائے، جو ہنوز مشرکین مکہ کے تصرف میں تھا، یہ اقدام ظاہر ہے کہ جتنا سیاسی مصالح پر مبنی تھا، اس سے کہیں زیادہ جرأت مندانہ تھا، اس لئے کہ عین اس زمانے میں جبکہ مکے کے اندر پورے عرب کے مشرکین کا اجتماع ہوتا تھا، مٹھی بھر مسلمانوں کی حیثیت ہی کیا تھی؟

قریش کو جب آنحضرت صلعم کی آمد کا علم ہوا، تو چراغ پا ہوگئے، بے دین مسلمانوں کو حج بیت اللہ کی اجازت انکے سیاسی مفاد کے خلاف تھی، اور اگرچہ ایام حج اور ایام عمرہ میں وہ رواج اور دستور کے مطابق کسی کو زیارت بیت اللہ سے روکنے کا حق نہ رکھتے تھے[۱]۔ لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں کو روکنے کے لئے مضبوط فوجی دستے مقرر کئے گئے، جنھوں نے شاہراہیں بند کردیں، یہی وجہ تھی کہ آنحضرت صلعم نے عام راستہ ترک کرکے حدیبیہ کا راستہ اختیار کیا[۲]، اور اعلان کردیا کہ مسلمانوں کی غرض جنگ نہیں بلکہ محض عمرہ ہے[۳]۔ ساتھ ہی حضرت عثمان رضؓ کو مکے بھیجا، تاکہ وہ اکابر قریش کو ہر طرح مطمئن کردیں[۴]۔

مگر اس کا کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا، اور قریش اپنی ہٹ پر اڑے رہے، دریں اثناء یہ خبر اڑ گئی، کہ حضرت عثمان رضؓ کو اہل مکہ نے قتل کر ڈالا، جس کو سن کر رسول اللہ صلعم نے مکے پر حملے کا ارادہ کرلیا، اور وہ مشہور بیعت لینا شروع کی جس کو تاریخ کی زبان میں "بیعت رضوان" کہا جاتا ہے۔

حضرت عثمان رضؓ کی شہادت کی خبر اگرچہ غلط تھی، تاہم اس بیعت سے بڑے دور رس نتائج نکلے، اور قریش ایک ایسی صلح پر مجبور ہوگئے، جس کی امید نہ تھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ گفت و شنید کے بعد ایک صلحنامہ مرتب ہوا، جس میں فریقین نے دس سال تک ایک دوسرے پر حملہ نہ کرنے کی گارنٹی دی[۵]، عمرے کے متعلق یہ طے ہوا کہ سال آئندہ انھیں ایام میں مسلمان زیارت بیت اللہ کے لئے آسکیں گے، اور صرف تین[۳] دن میں مناسک ادا کرکے واپس چلے جائیں گے، حدود حرم میں اسلحہ لانے کی اجازت نہ ہوگی،[۶] ان شرائط کے ساتھ بعض دوسری شرطیں بھی تھیں، جن میں سب سے اہم

---

۱ MARGOLIOUTH - Rise P. 345 ۲ طبری ۳/۷۳ - MUIR - LIFE P. 355

۳ طبری ۳/۷۴، ۴ طبری ۳/۷۷، ۵ ابن سعد ۲/- ۶ ایضاً -

شرط یہ تھی کہ قبائلِ عرب میں ہر قبیلے کو یہ اختیار ہوگا کہ خواہ وہ مسلمانوں کے وفاق میں داخل ہو، یا قریش کے ساتھ رہے۔ جس کے کھلے معنی یہ تھے، کہ فریقین کے جملہ معاہد قبائل کے حقوق بھی وہی ہوں گے جو اصل فریق کے تھے۔

ابن اسحق اور واقدی دونوں متفق ہیں، کہ آنحضرتؐ اس عمرے کے لئے ذیقعدہ سنہ ۶ھ میں عازمِ مکہ ہوئے تھے:

ابن اسحق کا بیان ہے کہ

"اور آنحضرتؐ ذیقعدہ میں عمرے کی نیت سے نکلے، لڑائی کا ارادہ نہ تھا"[2]

واقدی فرماتے ہیں:

"اس کے بعد آنحضرتؐ نے ذیقعدہ میں عمرۂ حدیبیہ فرمایا"[3]

ابن سعد نے مدینے سے روانگی کا دن اور تاریخ بھی متعین کی ہے:

"اور آپؐ اس کے لئے دوشنبہ کے دن یکم ذیقعدہ کو روانہ ہوئے"[4]

وسٹنفیلڈ کی تقویم کے بموجب یکم ذیقعدہ کو پنجشنبہ پڑتا ہے، مگر یہ یک روزہ تفاوت کوئی اہمیت نہیں رکھتا، ابن حبیب نے یکم ذیقعدہ کو پنجشنبہ بیان کیا ہے،[5] جو ازروئے حساب غلط ہے۔

محدثین کو بھی اس سے اتفاق ہے کہ یہ واقعہ ذیقعدہ سنہ ۶ھ کا ہے، مگر محدثین اور سیرت نگاروں کی اس ہم آہنگی کے باوجود کتبِ سیرت میں بعض روایات ایسی ملتی ہیں، جن سے چند در چند تاریخی شکوک پیدا ہوتے ہیں۔

طبری نے ایرانِ قدیم کے ذیل میں عکرمہ کے حوالہ سے لکھا ہے:-

"سو اللہ نے کسریٰ کو ہلاک کیا، اور اس کی خبر رسول اللہؐ کے پاس حدیبیہ کے زمانے میں پہنچی، تو خود آنحضرتؐ اور آپؐ کے جملہ ساتھی مسرور ہوئے۔"[6]

---

[1] ابن سعد ۲/-۔ [2] ابن ہشام ۳/۳۲۱، نیز دیکھئے طبری ۳/-۔ [3] واقدی ۶/-، نیز دیکھئے ابن سعد

[4] ابن سعد ۲/۶۹، نیز دیکھئے قسطلانی ۱/۱۶۲۔ [5] ابن حبیب ۱۱۵/-۔

[6] طبری ۲/۱۴۳...... "فاهلك الله كسرى وجاء الخبر الى رسول الله يوم الحديبية ففرح ومن معه..."

گویا کسریٰ کا قتل اور صلحِ حدیبیہ ایک ہی زمانے کی باتیں تھیں، لیکن مورخینِ اسلام کے نزدیک کسریٰ کا قتل متفقہ طور پر جمادی الاولیٰ کا قصہ ہے، ابن خلدون کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ کو اس قتل کی اطلاع بصراحتِ یوم و تاریخ فوراً بذریعہ وحی ہو گئی تھی،

"اور وحی آئی کہ اللہ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا اور اس نے فلاں رات اور فلاں مہینے میں اس کو قتل کر ڈالا یعنی ۱۰ جمادی سنہ ۷ھ کو"[1]

واقدی نے اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ کسریٰ کے قتل کی تاریخ بیان کی ہے، فرماتے ہیں:-

"شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ کو سہ شنبے کی رات میں ۱۰ جمادی الاولیٰ سنہ ۷ھ کو قتل کیا، جبکہ چھ گھنٹے گزر چکے تھے"[2]

ان دونوں روایتوں میں سنہ ۷ھ تو بالبداہت سہوِ کتابت معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ جب اس قتل کی اطلاع صلحِ حدیبیہ کے موقع پر سنہ ۶ھ ہی میں مکے پہنچ گئی تھی، تو پھر سنہ ۷ھ کے کوئی معنیٰ نہیں رہتے،[3] البتہ جمادی الاولیٰ اور ذیقعدہ میں جو فرق ہے، اس پر غور کرنا ضروری ہے،

اگر واقعی مسلمان مصنّفین کے یہاں کسریٰ کے قتل کی تاریخ فرضی نہیں، اور یہ واقعہ جمادی الاولیٰ سنہ ۶ھ کا ہے جیسا کہ واقدی اور تمام مصنّفین بیان کرتے ہیں، تو پھر صلحِ حدیبیہ اسی جمادی الاولیٰ میں یا اس کے متصل ہونا چاہیے۔ ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ یہ اطلاع تقریباً چھ سات ماہ بعد مکے پہنچی تھی، اور صلحِ حدیبیہ اور کسریٰ کا قتل ہم زمانہ واقعات نہیں، حالانکہ تمام مورخینِ اسلام یہی تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں۔

ابونعیم نے دلائل نبوت میں لکھا ہے، کہ رومیوں کے ہاتھوں، ایرانیوں کو اسی زمانے میں شکست ہوئی تھی، جس زمانے میں صلحِ حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا تھا[4]۔ اور طبری کے بقول جب اس شکست کی اطلاع حدیبیہ پہنچی تو تمام مسلمانوں میں ایک مسرت کی لہر دوڑ گئی تھی۔[5]

---

[1] ابن خلدون ۲/۳۸، [2] طبری ۳/۹۱ "قتل شیرویہ اباہ کسریٰ لیلة الثلاثاء لعشر لیال مضین من جمادی الاولیٰ من سنة السبع لست ساعات مضت فیها..."

[3] چنانچہ واقدی کی اس روایت کو طبری نے بھی سنہ ۷ھ کے تحت درج کیا ہے، دیکھئے طبری ۳/۹۱، [4] دلائل/۱۲۴، [5] طبری ۲/۱۴۳۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ علمائے تاریخ کے نزدیک یہ دونوں واقعات بالکل قریب العہد ہیں، اور ان میں چھ سات ماہ کا بُعد نہیں، ان تاریخی شہادتوں کے پیشِ نظر ہمیں ۶ھ سنہ کی دو تقویمی جدول کا امتحان لینا چاہئے۔ کہ اس سلسلہ میں وہ کیا رہنمائی کرسکتی ہے؟

۶ھ سنہ کی جدول سے اندازہ ہوتا ہے، کہ مکی جمادی الاولیٰ کا متبادل قمری مہینہ شوال ۶ھ سنہ تھا۔ جس کے بعد ذی قعدہ آتا ہے، یعنی وہی ذیقعدہ مدنی جس میں تمام سیرت نگاروں کے نزدیک صلحِ حدیبیہ ہوئی تھی، اِس طرح دونوں واقعات بالکل ہم عہد ہوجاتے ہیں، اور کسریٰ کا واقعۂ قتل جو نینوا میں جمادی الاولیٰ کے مہینے میں ہوا تھا، اس کی اطلاع جمادی الاُخریٰ کے اوائل میں مکے پہنچنا بالکل قدرتی بات ہے۔

اس تقویمی شہادت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے، کہ کسریٰ کے قتل کی روایت مکی تقویم کے بموجب ریکارڈ کی گئی تھی اور صُلحِ حدیبیہ کا ریکارڈ مدنی تقویم کے مطابق چلا آرہا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں واقدی کی بیان کردہ تاریخِ قتل پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے، جو بعض مؤرخین کے لیئے باعثِ شک[1] اور موجبِ لغزش[2] رہ چکی ہے۔ تاکہ یہ اندازہ ہوسکے، کہ اس روایت کی بھی کوئی تاریخی افادیت ہے یا نہیں؟

واقدی کا بیان ہے، کہ یہ واقعہ سہ شنبہ ۱۰ جمادی الاولیٰ کا ہے، ازروئے حساب مکی جمادی الاولیٰ کی پہلی تاریخ شنبہ ۱۳ فروری ۶۲۸ سنہ کے مطابق تھی، اس حساب سے ۱۰ جمادی الاولیٰ کو دوشنبہ ۲۲ فروری ۶۲۸ سنہ ۶ ہوگی، لیکن روایت میں چونکہ سہ شنبہ کی صراحت ہے، اس بنا پر یہ ماننا پڑے گا کہ رویتِ قمر ایک دن بعد تسلیم کی گئی تھی، اور ۱۰ جمادی کو سہ شنبہ اور فروری کی ۲۳ تاریخ تھی۔

یورپی مصنفین میں اختلاف ہے، کہ یہ واقعہ کس تاریخ کا ہے، گبن (GIBBON) نے کسریٰ کی گرفتاری

---

[1] ڈاکٹر حمید اللہ کے نزدیک واقدی کی یہ روایت غلط ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں: "اگر واقدی کی یہ روایت کہ یہ قتل ۱۰ جمادی الاولیٰ کو ہوا صحیح بھی مان لی جائے تو متعدد علمی پیچیدگیاں پیدا ہوجاتی ہیں، اور پرویز کے قتل کی تاریخ ایرانی اور رومی ذرائع سے متعین ہے، اسے نظر انداز کرنا آسان نہیں" معارف ۴۲ء

[2] E. GIBBON, DECLINE, VOL III P. 302, MARGOLIOUTH - RISE 367

اور اس کے ساتھ ۱۸ شہزادگان کا[1] بے دردانہ قتل ۲۵ فروری ۶۲۸ء کا واقعہ ظاہر کیا ہے، اور اُن کی رائے میں پانچویں دن کسریٰ کو بھی قتل کر دیا گیا تھا، گویا[2] ۲۹ فروری کو۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے خود قیصر کے ایک خط کی سند سے تاریخ قتل، ۲۷ فروری ۶۲۸ء بیان کی ہے[3]۔ اگر اس تاریخ کے ساتھ یہ روایت شامل کر دی جائے، کہ کسریٰ کا قتل گرفتاری کے پانچویں دن ہوا تھا تو خسرو کی گرفتاری کا واقعہ ٹھیک ۲۳ فروری ۶۲۸ء کا تسلیم کرنا پڑے گا۔ جو واقدی کی روایت کے بموجب تاریخ قتل ہے، اور کہا جا سکتا ہے، کہ واقدی کے رُواۃ نے گرفتاری اور قتل دونوں کو ایک ہی دن کا واقعہ سمجھا، اس طرح واقدی اور یونانی مصنفین کی تاریخوں میں ایک نہایت ہی قریبی تعلق محسوس ہوتا ہے۔ اور جو فرق رہتا ہے، وہ صرف ذرائع اطلاع کے اختلافات کا قدرتی نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے، بہر حال عربی روایات کو یونانی مصنفین کی روایات پر یہ تفوق حاصل ہے کہ ان میں اس واقعے کی تاریخ کے ساتھ دن بھی متعین کیا گیا ہے۔ جو تقویمی حساب سے صحیح آتا ہے، اور تعجب ہوتا ہے کہ اتنے قدیم زمانے میں مسلمانوں کے ذرائع اطلاع کس درجہ صحیح تھے۔

ان مراحل سے گزرنے کے بعد ابھی ایک مسئلہ اور باقی ہے، جو ان سے بھی زیادہ اہم اور قابلِ غور ہے، تمام سیرت کی کتابوں میں یہ بات واضح کی گئی ہے، کہ حدیبیہ کا تعلق ایامِ حج یا عمرہ سے تھا، اور اس فریضہ کو ادا کرنے کے لئے قبائلِ عرب جوق در جوق مکے میں جمع ہو رہے تھے، مسلمان بھی اسی غرض کے لئے وہاں پہنچنا چاہتے تھے، لیکن روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعہ حُدیبیہ مدنی ذیقعدہ میں پیش آیا تھا، جس کا ایامِ حج سے کوئی تعلق نہیں تھا، سوال پیدا ہوتا ہے، کہ مدنی ذیقعدہ میں قبائلِ عرب کا یہاں اجتماع کیسا؟ اس کا جواب بھی وہ تقویمی جدول دے گی۔

چنانچہ اُسے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ۶ھ میں مدنی ذیقعدہ کا متبادل مکی مہینہ جمادی الاُخریٰ تھا جس کے بعد رجب کا مقدس مہینہ شروع ہوتا ہے، جو مکی تقویم کے بموجب "عمرے یا حج اصغر" کا مخصوص مہینہ شمار ہوتا تھا[4]،

---

[1] دیار بکری نے مقتول شہزادگان کی تعداد ۱۷ بیان کی ہے (دیار بکری ۲/۶۱)

[2] E. GIBBON. DECLINE - VOL iii P. 315 [3] معارف ۱۹۴۲ء نیز دیکھئے روداد ادارۂ معارف الاسلامیہ اجلاس دوم ۱۹۳۲ء، صفحہ ۱۰۰ (انگریزی حصہ) [4] طبری ۳/۱۵۷۔

اور ایامِ جاہلیت میں اس مہینے میں بھی ویسا ہی اجتماع اور ہما ہمی ہوتی تھی جیسی ذوالحجہ کے مقدس مہینے میں فرق صرف یہ تھا کہ رجب کے فریضے کو حجِ اصغر یا عمرہ کہا جاتا تھا[1]، اور ذوالحجہ کے فریضہ کو حجِ اکبر بلکہ ایامِ حج یعنی ذوالحجہ میں عربوں کے نزدیک "عمرہ" قطعاً ممنوع تھا[2]، اور اس کو بڑا گناہ سمجھتے تھے، حتیٰ کہ ۱۰ھ تک "تنسیخِ تقویم کے بعد بھی (حجۃ الوداع کے موقع پر) جب آنحضرتؐ نے حج کے ساتھ عمرے کا حکم دیا۔ تو خود مسلمانوں پر یہ بات گراں گذری تھی[3]، اس لئے یہ بات قابلِ قیاس نہیں، کہ خاص "ایامِ حج" میں آپؐ نے عمرے کا اعلان فرمایا ہو، بالخصوص اس حالت میں کہ آپؐ بہ صلح آشتی اور پُر امن طریقے پر یہ امر اسم ادا کرنا چاہتے تھے۔

روایات سے ثابت ہوتا ہے، کہ آنحضرتؐ حدیبیہ کے موقع پر عمرے ہی کے لئے تشریف لائے تھے، اور عمرے ہی کا احرام باندھا تھا، حج کی کوئی نیت نہ تھی، اس بات کی تصدیق مزید حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کی مندرجہ ذیل روایت سے بھی ہوتی ہے۔

"ابن عمر سے روایت ہے، ان سے دریافت کیا گیا، کہ آنحضرتؐ نے کتنے عمرے فرمائے؟ جواب دیا چار[4]، جن میں سے ایک رجب کے مہینے میں تھا (احدٰھُنَّ فی رجب) سوال کرنے والا کہتا ہے کہ اس کے بعد میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا، کہ اے ام المومنین! کیا آپ نے نہیں سنا کہ ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ بن عمر) کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا وہ کہتے ہیں، کہ رسول اللہؐ نے جو عمرے کئے ان میں ایک رجب میں تھا، وہ بولیں، کہ ابو عبدالرحمٰن پر خدا رحم کرے، آنحضرتؐ نے کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا، جس میں خود عبداللہ موجود نہ ہوں، اور آنحضرتؐ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا"۔[4]

عبداللہ بن عمرؓ کے اس بیان سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ ان کے نزدیک آنحضرتؐ نے کم از کم ایک

---

[1] ..... بل للعمرۃ شہر رابع من الاشہر الحرم ھُو رجب اکبر الاشہر الحرم فی الحرمۃ" نیز دیکھئے طبری ۳/۱۵۷۔ [2] ابن عباس کہتے ہیں "کانوا یرون ان العمرۃ فی اشہر الحج من افجر الفجور فی الارض" (بخاری وجوب الحج، نیز دیکھئے بیہقی، سنن، ۴/۳۴۵ (باب العمرہ) [3] بخاری حجۃ الوداع۔

[4] بخاری تجرید ابواب العمرہ۔ نیز دیکھئے، طبری ۳/۱۷۴۔

عمرہ رجب میں کیا تھا، جس میں بقول حضرت عائشہؓ عبداللہؓ بھی شریک تھے، اور ان کو شاہدِ عینی کا مرتبہ حاصل تھا،

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، روایات سے آنحضرتؐ کے کل چار۴ عمرے ثابت ہوتے ہیں، جن میں ایک تو یہی عمرۂ حدیبیہ ہے، دوسرا عمرۃ القضا جو ٹھیک انہیں ایام میں ۷ھ میں ادا فرمایا تھا۔ تیسرا فتح مکہ کے بعد عمرۂ جعرانہ کے نام سے مشہور ہے، جو متفقہ طور پر ذیقعدہ کا واقعہ ہے، اور چوتھا عمرہ حجۃ الوداع کے ساتھ ادا فرمایا تھا۔

ظاہر ہے کہ ان چاروں عمروں میں دو۲ عمرے یعنی عمرۂ جعرانہ اور عمرۂ حجۃ الوداع تو رجب میں ہو نہیں سکتے، اس لئے یا تو عمرۂ حدیبیہ رجب میں ہوگا، یا عمرۃ القضا جس کے لئے آنحضرتؐ حسبِ معاہدہ ٹھیک اُن ہی ایام میں عازمِ مکہ ہوئے تھے، جس میں عہدنامہ حدیبیہ ہوا تھا۔

میری رائے میں عمرۂ حدیبیہ تو رجب شروع ہونے سے کچھ دن پہلے کا واقعہ ہے، لیکن عمرۃ القضاء ٹھیک رجب میں ادا کیا گیا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے جو اس کے رجب میں ہونے سے انکار کیا ہے، اس کی وجہ یہی مکی اور مدنی تقویم کا فرق معلوم ہوتا ہے، جس کو انھوں نے نظر انداز فرما دیا۔

نوٹ:- بعض علمائے تاریخ کا بیان ہے کہ صلح حدیبیہ کے سال ایک سورج گرہن بھی ہوا تھا مگر افسوس ہے کہ اس کا صحیح مہینہ محفوظ نہیں، تا کہ اس روایت کی جانچ کی جا سکتی البتہ اتنا اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ یہ گرہن شاید واقعۂ حدیبیہ کے بعد ہوا تھا، کنگھم CUNNIGHAM نے ۱۰ اپریل ۶۲۸ء کو ایک سورج گرہن کا پتہ دیا ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ یہ حجاز میں نظر آ سکتا تھا یا نہیں، علمائے ہیئت غور فرمائیں۔ (باقی)

تصحیح

"گذشتہ اشاعت (یعنی برہان اکتوبر ۶۲ء) کے صـ۲۱۱ کی جدول میں پہلا ہی ہندسہ ۲ر اکتوبر ۶۲۳ء غلطی سے ۲۰ر اکتوبر ۶۲۳ء چھپا ہے،

اسی طرح صـ۲۱۲ میں غزوۂ ذات العشیرہ کے تحت "جمادی الاولیٰ = صفر ۲ھ مطابق اکتوبر ۶۲۳ء" غلطی سے ۶۳۵ء چھپ گیا ہے، قارئین تصحیح فرمالیں۔"